شاہ ولی اللہ دہلوی سے منسوب تصانیف[1]

از محمد ایوب قادری ایم اے

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا نام قطب الدین احمد اور تاریخی نام "عظیم الدین"[2] ہے مگر "ولی اللہ" کے نام سے مشہور و معروف ہوئے ۴ شوال ۱۱۱۴ھ (۲۱ فروری ۱۷۰۳ء) کو اپنی ننہال قصبہ پھلت ضلع مظفر نگر میں پیدا ہوئے حسب رواج پانچ سال کی عمر میں تعلیم کا آغاز ہوا۔ ساتویں سال میں قرآن شریف ختم ہوا اور فارسی تعلیم شروع ہوئی یہاں تک کہ دس سال کی عمر میں فوائد ضیائیہ (شرح ملا جامی) پڑھ لی اور مطالعہ کتب کی استعداد پیدا ہو گئی چودہ سال کی عمر میں شادی ہوئی پندرہ سال کی عمر میں اپنے والد ماجد شاہ عبدالرحیم سے بیعت ہوئے اور اشغال مشائخ نقشبندیہ کی تعلیم حاصل کی۔ اسی سال تفسیر بیضاوی کا ایک جز پڑھ کر تعلیم سے فراغت حاصل کر لی شاہ عبدالرحیم نے اس موقعہ پر بطور اظہار خوشنودی ایک عام ضیافت کا انتظام کیا اور شاہ ولی اللہ کو درس کی اجازت دی۔

شاہ صاحب خود لکھتے ہیں[3]

"دریں میاں سخنان بلند در صدر ضمن بخاطر می رسید ند وانہ کوشش زیادہ ترکشاد کار بنظر می آید"

---

[1] یہ مقالہ پاکستان ہسٹری کانفرنس کے چودھویں اجلاس منعقدہ پشاور اپریل ۱۹۶۴ء میں پڑھا گیا۔

[2] "عظیم الدین" سے ۱۱۱۵ھ برآمد ہوتے ہیں اس میں ایک عدد زیادہ ہے۔

[3] جزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف (مشمولہ انفاس العارفین) از شاہ ولی اللہ دہلوی ص ۱۹۵ (مطبع احمدی دہلی سال طباعت ندارد)

شاہ ولی اللہ کی عمر کا سترھواں سال تھا کہ ان کے والد شاہ عبدالرحیم نے ۱۲ صفر ۱۱۳۱ھ / ۱۷۱۸ء کو انتقال فرمایا اس کے بعد کم وبیش بارہ سال تک شاہ صاحب نے مسند درس کو زینت بخشی (۱۱۴۳ھ / ۱۷۳۱ء) کے اخیر میں حج وزیارت سے مشرف ہوئے ایک سال حجاز مقدس میں مقیم رہے اور رجب ۱۱۴۵ھ / ۱۷۳۲ء میں بخیریت تمام وطن واپس ہوئے شاہ ولی اللہ نے حج وزیارت سے واپس آکر دہلی میں تدریس و تبلیغ اور اصلاح و تذکیر کے فرائض انجام دیئے اور کم وبیش تہائی صدی تک شاہ صاحب کا یہ کام جاری رہا ۲۹ محرم ۱۱۷۶ھ / ۱۷۶۲ء کو شاہ صاحب کا انتقال ہوا۔

شاہ ولی اللہ کے زمانے میں سیاسی ابتری و انتشار کمال کو پہنچا ہوا تھا مغلیہ حکومت کے تناور درخت کی جڑیں کھوکھلی ہو رہی تھیں تخت نشینی کے لئے آئے دن کشت وخون کا بازار گرم رہتا تھا۔ صوبے دار مرکز سے باغی ہو رہے تھے امراء و رؤسا آپس میں برسرپیکار تھے اس پر ان کی چیرہ دستیاں اور سفاکیاں مستزاد تھیں سید برادران حسین علی اور عبداللہ خاں سیاہ وسپید کے مالک بنے ہوئے تھے بادشاہ دہلی ان کے اشارۂ چشم و ابرو کا منتظر رہتا تھا اس پر غیر ملکی حملوں نے رہی سہی ساکھ کو بھی ختم کر دیا تھا۔ نادرشاہ اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں نے دہلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ سیاسی کمزوری کے نتیجہ میں اقتصادی معاشرتی اور مذہبی حالات بھی بد سے بدتر تھے عوام بدحال و پریشان اور تجارت وصنعت کا جنازہ نکل چکا تھا معاشرہ کی زوال پذیری اپنی حد کو پہنچ چکی تھی ظاہری نمود و نمائش اور غیر اسلامی رسوم و رواج کا دور دورہ تھا مذھبی بدحالی بیان سے باہر ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی نے معاشرہ کا بھرپور جائزہ لیا۔ سیاسی حالات کو دیکھا ملوک و امراء علماء و صوفیاء کا مطالعہ کیا اور پھر مسلم معاشرہ کی ذہنی اصلاح کے لئے ایسا مواد مہیا کیا کہ جس سے نہ صرف علوم اسلامیہ کا احیاء ہوا بلکہ مسلم معاشرہ میں اصلاح کی تحریک شروع ہوئی اور لوگوں کے سوچنے کا انداز بدل گیا شاہ ولی اللہ نے جمود کو توڑا، قرآن و حدیث کو عام کیا، فقہ کی حیثیت متعین کی۔ عقائد کو واضح کیا اور مسلمانوں کو عمل کی دعوت دی۔ شاہ صاحب کی تصانیف کا مندرجہ ذیل عناوین کے تحت ہم جائزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں حکیم الامت تھے شاہ صاحب کی فہرست تصانیف ملاحظہ ہو۔

قرآن

۱۔ فتح الرحمٰن فی ترجمۃ القرآن (۲) فوز الکبیر (۳) فتح الخبیر (۴) مقدمہ در فن ترجمہ قرآن

(۵) تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء۔

حدیث

۶۔ مسوّیٰ (شرح مؤطا) عربی (۷) مصفیٰ (شرح مؤطا) فارسی (۸) اربعون حدیثاً مسلسلۃً بالاشراف فی غالب سندہا (۹) الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین (۱۰) النوادر من احادیث سید الاوائل والاواخر (۱۱) الفضل المبین فی المسلسل من حدیث النبی الامین (۱۲) الارشاد الی مہمات علم الاسناد (۱۳) تراجم البخاری (۱۴) شرح تراجم بعض الواب البخاری (۱۵) انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ واسانید وارثی رسول اللہ۔

فقہ وکلام وعقائد

۱۶۔ حجۃ اللہ البالغہ (۱۷) البدور البازغہ (۱۸) انصاف فی بیان سبب الاختلاف۔ (۱۹) عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید (۲۰) السر المکتوم فی اسباب تدوین العلوم۔ (۲۱) قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین (۲۲) المقالۃ الوضیۃ فی النصیحہ والوصیہ (وصیت نامہ) (۲۳) حسن العقیدہ (۲۴) المقدمۃ السنیہ (۲۵) فتح الودود فی معرفۃ الجنود (۲۶) مسلسلات (۲۷) رسالہ عقائد بصورت وصیت نامہ (فارسی) جس کا منظوم اردو ترجمہ سعادت یار خاں رنگین نے کیا ہے۔

تصوف وغیرہ

۲۸۔ التفہیمات الٰہیہ (۲۹) فیوض الحرمین (۳۰) القول الجمیل (۳۱) ہمعات (۳۲) سطعات (۳۳) لمعات (۳۴) الطاف القدس (۳۵) ہوامع شرح حزب البحر (۳۶) الخیر الکثیر۔ (۳۷) شفاء القلوب (۳۸) کشف الغین فی شرح الرباعیتین (۳۹) زہراوین (۴۰) فیصلہ وحدت الوجود والشہود (مکتوب مدنی)

سیر وسوانح

(۴۱) سرور المحزون (۴۲) ازالۃ الخفاء عن خلافۃ الخلفاء (۴۳۔ ۴۹) انفاس العارفین[1] ۱۔ بوارق الولایت۔ ۲۔ شوارق المعرفت، ۳۔ امداد فی ماثر الاجداد، ۴۔ نبذۃ الابریزیہ فی اللطیفۃ العزیزیہ

---

[1] انفاس العارفین میں سات مختلف رسالے شامل ہیں۔

۵۔ العطیۃ الصمدیہ فی الانفاس المحمدیہ، ۶۔ انسان العین فی مشائخ الحرمین، ۷۔ جزء اللطیف فی ترجمۃ العبد الضعیف۔

مکتوبات

(۵۰) مکتوبات مع مناقب ابی عبداللہ و فضیلت ابن تیمیہ (۵۱) مکتوب المعارف مع ضمیمہ مکتوب ثلاثہ (۵۲) مکتوبات فارسی (مشمولہ کلمات طیبات) (۵۳) مکتوبات عربی (مشمولہ حیات ولی) (۵۴) مکتوبات (شاہ ولی اللہ کے سیاسی مکتوبات، مرتبہ خلیق احمد نظامی)

نظم

(۵۵) اطیب النغم فی مدح سید العرب و العجم، یہ بائیہ قصیدہ ہے اس کے ساتھ تین اور قصیدے ہمزیہ، تائیہ اور لامیہ بھی شامل ہیں (۵۶) دیوان اشعار عربی، جس کو شاہ عبدالعزیز نے جمع کیا اور شاہ رفیع الدین نے مرتب کیا ہے۔ [۱]

صرف۔ (۵۷) نظم صرف میر (فارسی)

متفرق (۵۸) رسالہ دانشمندی

شاہ ولی اللہ صاحب کی تصانیف کی ایک مکمل فہرست ہم نے پیش کی ہے ان میں سے بیشتر کتابیں طبع ہو چکی ہیں اور ان کی زیارت کا ہمیں شرف حاصل ہوا ہے شاہ صاحب کی تصانیف سب سے پہلے مولوی عبداللہ بن بہادر علی حسینی نے کلکتہ سے طبع و شائع کیں ان کی شائع کردہ کتابیں (۱) المقالۃ الوضیہ (۲) فوز الکبیر (۳) فتح الخبیر (۴) چہل احادیث ہماری نظر سے گزری ہیں، چہل احادیث کا اردو ترجمہ مولوی عبداللہ نے ہی کیا ہے، ان کے بعد مولانا محمد احسن نانوتوی، پروفیسر عربی و فارسی، بریلی کالج (ف ۱۳۱۲ھ) نے اپنے پریس مطبع صدیقی بریلی سے اور پھر ان کے ربیب خان بہادر مولوی حافظ عبدالاحد (ف ۱۹۲۰ء) نے مطبع مجتبائی دہلی سے شائع کیں۔ اسی زمانے میں دہلی سے شاہ رفیع الدین کے نواسے ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی نے بالالتزام شاہ صاحب اور ان کے فرزندان عالی مقام کی کتابیں طبع و شائع کیں۔ ظہیر الدین کے ایک عزیز عبدالغنی ولی اللہی بن حاجی سید محمد

---

[۱] نزہۃ الخواطر جلد ششم از حکیم عبدالحی ۳۹۸ - ۴۰۵ (حیدرآباد دکن، ۱۹۵۷ء)

سجادہ نشین و متولی درگاہ شیخ کلیم اللہ جہاں آبادی نے بھی شاہ صاحب کی بعض کتابیں شائع کیں، بیسویں صدی میں مولانا عبید اللہ سندھی (ف ۱۹۴۴ء) اور مولانا محمد منظور نعمانی نے تصانیف اور علوم و افکار ولی اللہی کی نشر و اشاعت میں خاصہ حصہ لیا ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلوی سے منسوب بعض ایسے رسالے بھی ملتے ہیں جو شاہ صاحب کی تصنیف نہیں ہیں۔ اور لوگوں نے شاہ صاحب سے منسوب کرکے چھاپ دیئے ہیں یا شاہ صاحب کی تصنیف بتاتے ہیں اس سلسلہ میں سب سے پہلا نام مرزا علی لطف مؤلف تذکرہ گلشن ہند کا ہے یہ تذکرہ ۱۸۰۱ء میں تالیف ہوا ہے مرزا علی لطف نے ولی اللہ سرہندی المتخلص بہ اشتیاق کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سمجھ کر ان کی ہجو کی ہے اور ان سے دو کتابیں منسوب کی ہیں وہ لکھتا ہے۔ [۱]

"فی الحقیقت مرتبہ علم کا اس عالی جناب (شاہ ولی اللہ محدث دہلوی) کے نہایت بلند تھا۔ خصوصاً علم حدیث اور تفسیر میں بہت بڑی دست گاہ رکھتے تھے یہاں تک کہ اسم گرامی اس برگزیدہ روزگار کا زبان خلائق پر آج کے دن تک شاہ ولی اللہ محدث کرکے جاری ہے اکثر کتابیں تصنیف اس بحر علم کی مشہور ہیں چنانچہ دو نسخے کہ ایک کا نام "قرۃ العین فی ابطال شہادۃ الحسین" ہے اور دوسرے کا نام "جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ" کہتے ہیں تصنیفات سے اس محی الدین کی یادگار صفحۂ روزگار پہ ہیں، والد ماجد میں یہ اس رونق بخش کشور قناعت کے کہ جس کا نام نامی مولوی عبد العزیز ہے آج کے دن تک قدم توکل گاڑے ہوئے شاہجہاں آباد میں بیٹھے ہوئے ہیں۔"

شمس العلماء مولانا شبلی نعمانی (ف ۱۹۱۴ء) اس تحریر کا رد کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں [۲]

"دونوں نام غلط ہیں پہلی کتاب تفضیل شیخین [۳] میں ہے شہادت امام حسین علیہ السلام کے ابطال سے خدانخواستہ اس کا تعلق نہیں اور دوسری کتاب تو بالکل فرضی ہے معاویہؓ کے

---

[۱] گلشن ہند از مرزا علی لطف، تصحیح و حاشیہ از شمس العلماء شبلی نعمانی و مقدمہ از مولوی عبد الحق ص ۲۴۴ (حیدرآباد دکن ۱۹۰۶ء)

[۲] ایضاً ص ۲۴۴

[۳] کتاب کا نام "قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین" ہے۔

مناقب میں ان کی کوئی کتاب نہیں"

بابائے اردو مولوی عبدالحق (ف سنہ ۱۹۶۱ء) نے بھی اسی نقطۂ نظر کو قبول کیا ہے مقدمہ میں وہ لکھتے ہیں[1]

"صاحب تذکرہ مرزا علی لطف نے بعض مقامات پر پردے ہی پردے میں خوب چوٹیں کی ہیں جن میں تعصب کی جھلک نظر آتی ہے مثلاً شاہ ولی اللہ صاحب کی نسبت لکھا ہے کہ "قرۃ العین فی ابطال شہادۃ الحسین" اور "جنت العالیہ فی مناقب المعاویہ" ان کی تصانیف سے ہیں حالانکہ ان مباحث میں ان کی کوئی کتاب نہیں ہے نہ شہادت حسنین کا ابطال کیا ہے اور نہ مناقب معاویہ میں کوئی کتاب لکھی ہے یہ محض اتہام ہے اس کے بعد یہ کہہ کر کہ "یہ والد ہیں شاہ عبدالعزیز کے" خوب ہجو ملیح کی ہے"

شاہ محمد اسحاق دہلوی (سنہ ۱۲۶۲ھ – ۱۸۴۵ء) جب سنہ ۱۲۵۷ھ ۱۸۴۱ء میں حجاز کو ہجرت کر گئے تو دہلی میں تقلید و عدم تقلید کے مباحث نے خوب زور پکڑا۔ مقلدین و غیر مقلدین کے درمیان مناظرے ہوئے اور ان مباحث پر طرفین سے رسالے اور کتابیں لکھی گئیں[2] اسی زمانے میں بعض جعلی کتابیں بھی وجود میں آئیں قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی (سنہ ۱۳۱۴ھ ۱۸۹۶ء) اپنی ایک تالیف کشف الحجاب میں لکھتے ہیں[3]

"اور ایسا ہی ایک اور جعل (غیر مقلدین) کرتے ہیں کہ سوال کسی مسئلہ کا بناکر اور اس کا جواب موافق اپنے مطلب کے لکھ کر علمائے سابقین کے نام سے چھپواتے ہیں۔ چنانچہ بعض مسئلے مولانا شاہ عبدالعزیز کے نام سے اور بعض مسئلے مولوی حیدر علی کے نام سے علیٰ ہٰذا القیاس چھپوائے ہیں۔"

---

[1] گلشن ہند (مقدمہ) ص ۲۵

[2] تفصیل کے لئے دیکھئے تنبیہ الضالین و ہدایۃ الصالحین (مجموعۂ فتاوائے علمائے دہلی و حرمین شریفین در جواز تقلید) مطبوعہ مطبع سید الاخبار دہلی، سنہ ۱۲۶۲ھ ۱۸۴۵ء)

[3] کشف الحجاب از قاری عبدالرحمٰن محدث پانی پتی ص ۹ (مطبع بہار کشمیر لکھنؤ سنہ ۱۲۹۸ھ)

شاہ ولی اللہ دہلوی کے خاندان کے ایک فرد اوران کی تصنیفات کے مشہور ناشر ظہیر الدین سید احمد ولی اللہی بیبیہ شاہ رفیع الدین دہلوی جنہوں نے شاہ صاحب کی تصانیف کی بڑی تعداد طبع و شائع کرکے وقف عام کی ہے انہوں نے سب سے پہلے اس کی طرف توجہ دلائی چنانچہ وہ شاہ صاحب کی ایک کتاب" تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء" کے آخر میں لکھتے ہیں۔ [1]

"بعد حمد و صلوٰۃ کے بندہ محمد ظہیر الدین عرف سید احمد ولی گزارش کرتا ہے۔ شیخ خدمت شائقین تصانیف حضرت مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کہ آج کل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کر دیا ہے اور درحقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدہ کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ جڑا اور موقعہ پایا تو عبارت کو تغیر و تبدل کر دیا تو میرے اس کہنے سے یہ عرض ہے کہ جواب تصانیف ان کی چھپیں اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے جب خریدنی چاہئیں۔"

ظہیر الدین صاحب اس سلسلہ میں مزید وضاحت شاہ صاحب کی ایک دوسری تصنیف" انفاس العارفین" کے آخر میں" التماس ضروری" کے عنوان سے کرتے ہیں اور اس میں جعلی کتابوں کے نام اور ناشرین کی بھی نشان دہی کرتے ہیں [2]

"دوسری التماس آپ کے ملاحظہ فرمانے کے لائق یہ بھی ہے کہ فی زمانہ" الدنیا زور و لا یحصلہا الا بالزور" کو بعض حضرات نے کمر باندھی ہے اور دنیا کمانے کے واسطے حضرات موصوفین (شاہ ولی اللہ اوران کے اخلاف) کی طرف اکثر کتابیں منسوب

---

[1] تاویل الاحادیث فی رموز قصص الانبیاء از شاہ ولی اللہ دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی کلاں محل متعلق مدرسہ عزیزی دہلی باہتمام ظہیر الدین ولی اللہی (سال طباعت ندارد)

[2] انفاس العارفین از شاہ ولی اللہ دہلوی مطبوعہ مطبع احمدی دہلی متعلق مدرسہ عزیزی باہتمام ظہیر الدین ولی اللہی۔

کرکے چھاپ دی ہیں جو کسی طرح ان حضرات کی تصنیف میں سے نہیں ہیں اور ارباب بصیرت ان کو پڑھ کر ان کے عیب اور مفاسد کو اس طرح جان لیتے ہیں جس طرح ایک تجربہ کار نقاد کھرے کھوٹے کو کسوٹی پر لگا کر پہچان لیتا ہے مگر چونکہ بمصداق العوام کا لانعام بیچارے اردو پڑھنے والے علم سے بے بہرہ لوگ اکثر ان جعلی اور مصنوعی رسائل کو پڑھ کر ضلالت و گمراہی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اس واسطے میرا فرض ہے کہ میں ان رسائل کے نام اس کاغذ کوتاہ میں لکھ دوں اور اپنے دین دار بھائیوں کو ارباب زمانہ کی گندم نمائی اور جو فروشی سے آگاہ کر دوں آگے اس پر عمل کرنا نہ کرنا ان کا فعل ہے۔

منت آنچہ حق بود گفتم تمام
تو دانی دگر بعد ازیں والسلام

اور وہ جعلی و مصنوعی رسائل یہ ہیں۔

۱۔ تحفۃ الموحدین	مطبوعہ اکمل المطابع دہلی	منسوب بطرف
۲۔ بلاغ المبین	مطبوعہ لاہور	حضرت شاہ ولی اللہ صاحب
۳۔ تفسیر موضح القرآن[۱]	مطبوعہ مطبع خادم الاسلام دہلی	منسوب بطرف شاہ عبدالقادر صاحب مرحوم

---

[۱] شاہ عبدالقادر نے قرآن کریم کا اردو ترجمہ ۱۲۰۵ھ میں مکمل کیا اس پر مختصر تفسیری حاشیے ہیں اس ترجمہ کا تاریخی نام "موضح قرآن" ہے "موضح القرآن" نہیں ہے تفسیر مولانا شاہ عبدالقادر المعروف بموضح القرآن" کے نام سے ایک تفسیر ابو محمد ثابت علی اعظم گڑھی اور غلام حسین مونگیری نے ۱۳۰۷ھ میں مطبع خادم الاسلام دہلی سے طبع کرا کے شائع کی یہ کتاب سات جلدوں میں طبع ہوئی ہے اس کی دوسری جلد پر شمس العلماء میاں نذیر حسین دہلوی (ف ۱۹۰۲ء) کے داماد مولوی سید شاہجہاں کی تقریظ ہے اور آخر کتاب میں اشتہار ہے کہ شہر دہلی پھاٹک حبش خاں مدرسہ مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب سے طلب فرمائیں اس تفسیر کی طرف سید ظہیر الدین نے اشارہ کیا ہے۔

۴۔ ملفوظات [1] مطبوعہ میرٹھ منسوب بطرف حضرت مولانا شاہ عبدالعزیزؒ
المشتہر سید ظہیر الدین احمد مالک مطبع احمدی ودکان اسلامیہ دہلی"

ایک نامور عالم مولانا وکیل احمد سکندر پوری بلاغ المبین کے متعلق اپنی تصنیف وسیلۂ جلیلہ میں لکھتے ہیں [2]

"یہ کتاب (البلاغ المبین) کسی وہابی کی تصنیف ہے جسے کافی لیاقت نہ تھی مگر اعتبار واستناد کے لئے مولانا شاہ ولی اللہ کی طرف منسوب کی گئی اس کا انتساب ایسا ہی ہے جیسے دیوان مخفی کا زیب النساء کی طرف یا دیوان محی کا حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی کی طرف یا دیوان معین الدین ہروی کا حضرت معین الدین چشتی کی طرف"

تحفۃ الموحدین سب سے پہلے اکمل المطابع دہلی میں طبع ہوا پھر قیام پاکستان کے بعد مرکزی جمعیت اہل حدیث مغربی پاکستان کے ادارہ اشاعۃ السنہ نے رجب ۱۳۷۳ھ میں اسے دوبارہ شائع کیا اس رسالہ کے شروع میں ادارہ کے ناظم محمد اسحٰق صاحب نے "سخن گفتنی" کے عنوان سے مندرجہ ذیل عبارت لکھی ہے [3]

"حجۃ الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا توحید کے مسئلہ پر ایک مختصر لیکن جامع رسالہ تحفۃ الموحدین نصف صدی کے قریب کا عرصہ ہوا افضل المطابع دہلی سے شائع ہوا تھا رسالہ فارسی میں ہے اس کا ترجمہ حضرت شاہ صاحب موصوف کے ایک سوانح نگار مولانا حافظ محمد رحیم بخش دہلوی نے کیا۔"

---

[1] ملفوظات شاہ عبدالعزیز (فارسی) کا پہلا اڈیشن مطبع مجتبائی میرٹھ سے ۱۳۱۴ھ / ۱۸۹۶ء میں شائع ہوا تھا اور مطبع ہاشمی میرٹھ سے ۱۳۱۵ھ / ۱۸۹۷ء میں ان ملفوظات عزیزی کا اردو ترجمہ سب سے پہلے شائع ہوا ترجمہ کے فرائض مولوی عظمت الہی بن محمد ہاشم نے انجام دیئے تھے ۱۹۶۰ء میں ملفوظات شاہ عبدالعزیز کا اردو ترجمہ پاکستان ایجوکیشنل پبلیشرز کراچی نے شائع کیا مترجمین مولوی محمد علی لطفی اور مفتی انتظام اللہ شہابی ہیں "پیش لفظ" ڈاکٹر معین الحق صاحب نے تحریر فرمایا ہے۔

[2] وسیلہ جلیلہ از مولانا وکیل احمد سکندر پوری ص ۲۳ مطبع یوسفی لکھنؤ۔ سال طباعت ندارد

[3] تحفۃ الموحدین ص ۱۲ (شائع کردہ ادارہ اشاعت السنہ، مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان ۱۳۷۳ھ)

طبع ثانی کی اشاعت ہمارے پیش نظر ہے۔ اس میں تحفۃ الموحدین کے سرورق پر "مصنفہ یا مؤلفہ شاہ ولی اللہ" تحریر نہیں ہے بلکہ "از افادات شاہ ولی اللہ دہلوی" لکھا ہوا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ناشر اس سلسلے میں خود متردد ہے لہٰذا اس نے اس رسالہ کا اعتبار قائم کرنے کے لئے اس کا مترجم "حیات ولی" کے مؤلف مولانا رحیم بخش دہلوی کو بتایا ہے حالانکہ حیات ولی میں مولانا رحیم بخش دہلوی نے شاہ ولی اللہ کی جو فہرست تصانیف درج کی ہے اس میں کہیں تحفۃ الموحدین یا بلاغ المبین کا ذکر نہیں ہے۔ [1]

تحفۃ الموحدین کے آغاز میں مصنف کا نام "ولی اللہ دہلوی" تحریر ہے شاہ صاحب کی تصانیف کی ایک بڑی تعداد کی زیارت کا ہمیں شرف حاصل ہے ان میں کہیں صرف ان کے نام کے ساتھ "دہلوی" کی نسبت تحریر نہیں ہے وہ ہر جگہ "فقیر ولی اللہ" یا "ولی اللہ بن شاہ عبدالرحیم" لکھتے ہیں۔

البلاغ المبین بھی سب سے پہلے مطبع محمدی لاہور سے ۱۳۰۳ھ میں طبع و شائع ہوئی طابع و ناشر نے کہیں اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ اس کو اس کتاب کا قلمی نسخہ کہاں سے دستیاب ہوا۔ حالانکہ ایک اہل حدیث عالم مولوی فقیر اللہ اس کے طابع و ناشر ہیں اور پھر لطف کی بات یہ ہے کہ البلاغ المبین میں کہیں مصنف کی حیثیت سے شاہ ولی اللہ کا نام نہیں ہے۔ شاہ صاحب کی ہر تصنیف کے آغاز میں شاہ صاحب کا نام موجود ہوتا ہے۔ مگر البلاغ المبین میں ایسا نہیں ہے۔

ان دونوں کتابوں کی زبان، طرز بیان اور طریقہ استدلال شاہ ولی اللہ دہلوی سے بالکل مختلف ہے اکثر غیر مستند اور وضعی حدیثوں سے استدلال کیا گیا ہے [2]

ان میں صوفیاء کے اقوال اور ان کے ملفوظات کے حوالے ملتے ہیں صاحب مجالس الابرار (شیخ احمد رومی) شیخ عبدالحق دہلوی اور ابن تیمیہ کے حوالہ جات کی کثرت ہے بلکہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ خاص طور سے

---

[1] ملاحظہ ہو "حیات ولی" از مولانا رحیم بخش دہلوی ص ۴۵۸ ۔۔۔۔ ۵۸۰۔ (مکتبۃ السلفیہ لاہور ۱۹۵۵ء)

[2] مولانا عطاء اللہ حنیف صاحب نے مولوی فقیر اللہ مرحوم نے حواشی میں اکثر اس طرح اشارہ کیا ہے ملاحظہ ہو بلاغ المبین ص ۵۲، ۵۵ (لاہور ۱۹۶۲ء)

ابن تیمیہ (ف ۷۲۸ھ / ۱۳۲۸ء) کا پروپیگنڈہ مقصود ہے[1]۔ چنانچہ ان کا نام اس طرح لکھا گیا ہے[2]۔

"علامہ ابوالعباس احمد بن عبدالحلیم بن عبدالسلام مفتی ملک شام"

ملک کے مشہور اہل حدیث محقق و مورخ مولانا غلام رسول مہر لکھتے ہیں[3]۔

"البلاغ المبین تو یقیناً شاہ ولی اللہ کی کتاب نہیں، اس کا اسلوب تحریر و
طریق ترتیب مطالب شاہ صاحب کی تمام تصانیف سے متفاوت ہیں
یہ نہیں کہا جا سکتا کہ وہ ابتدائی دور کی تصنیف ہوگی۔"

ان دونوں کتابوں تحفۃ الموحدین اور بلاغ المبین کا شاہ صاحب کی تصنیفات میں یا ان کے صاحبزادگان کی تصنیفات میں یا ان کے مستفیدین کی تصنیفات میں کوئی ذکر یا حوالہ نہیں ملتا شاہ صاحب کے سوانح نگار اوّل مولانا رحیم بخش دہلوی مؤلف حیات ولی[4] بھی ان کتابوں کا قطعاً ذکر نہیں کرتے دوسرے تذکرہ نگار مولوی رحمان علی مؤلف تذکرہ علمائے ہند[5] مولوی نقیر محمد جہلمی مؤلف حدائق الحنفیہ[6] نواب صدیق حسن خاں مؤلف ابجد العلوم[7] مولوی حکیم عبدالحئی مؤلف نزہتہ الخواطر[8]

---

[1] ملاحظہ ہو البلاغ المبین ص ۷۰، ۹۹ (شائع کردہ مکتبۃ السلفیہ، لاہور ۱۹۶۲ء)

[2] ایک موقعہ پر حضرت شاہ ولی اللہ نے امام ابن تیمیہ کے سلسلہ میں ایک خط لکھا ہے اس میں انہوں نے ان کو "شیخ تقی الدین احمد ابن تیمیہ لکھا ہے، ملاحظہ ہو مکتوبات مناقب ابی عبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری ص ۶۶ (مطبع احمدی دہلی، سال طباعت ندارد)

[3] مکتوبات مولانا غلام رسول مہر بنام محمد ایوب قادری مکتوبہ ۲۸ر فروری ۱۹۶۴ء)

[4] حیات ولی از رحیم بخش دہلوی ص ۵۴۵ - ۵۸۰ (مکتبۃ السلفیہ لاہور ۱۹۵۵ء)

[5] تذکرہ علمائے ہند (رحمان علی) مرتبہ و ترجمہ محمد ایوب قادری ص ۵۲۳ (پاکستان ہسٹاریکل سوسائٹی کراچی ۱۹۶۱ء)

[6] حدائق الحنفیہ از مولوی نقیر محمد جہلمی ص ۲۲۷ ص ۲۲۸ (نول کشور پریس لکھنؤ ۱۹۰۶ء)

[7] ابجد العلوم نواب صدیق حسن خاں ص ۹۱۲ - ۹۱۴ (مطبع صدیقی بھوپال ۱۲۹۶ھ)

[8] نزہتہ الخواطر جلد ششم از مولوی حکیم عبدالحئی ص ۳۹۸ — ۴۱۵ (دائرۃ المعارف، حیدرآباد دکن ۱۹۵۷ء)

اور مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی مؤلف تاریخ اہل حدیث کے یہاں بھی ان کتابوں کا ذکر نہیں ملتا۔ لہ

البلاغ المبین کا اردو ترجمہ تبلیغ حق کے نام سے ۱۳۶۴ھ میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا۔ اس پر مولوی غلام محمد بی اے (عثمانیہ) مؤلف تذکرۂ سلیمان نے مولانا سلیمان ندوی سے دریافت کیا۔ لہ

"بلاغ المبین کے نام سے ایک کتاب اہل حدیث حضرات کی طرف سے شائع ہوئی ہے اور اس کو مصنف حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی بتایا گیا ہے کیا یہ کتاب واقعتاً شاہ صاحب کی ہے اور اگر ہے تو اس میں بعض مسائل ایسے ملتے ہیں جن میں شدت حد اعتدال سے زائد ہے۔"

مولوی غلام محمد صاحب نے قوسین میں اس کا جواب اس طرح لکھا ہے۔ سہ

"بعد میں تحقیق سے پتہ چلا اور خود حضرت والا (مولانا سلیمان ندوی) نے بھی تصدیق فرمائی کہ یہ شاہ ولی اللہ صاحب کی تصنیف ہے ہی نہیں، بلکہ کسی نے لکھ کر ان کی طرف منسوب کر دی ہے تاکہ شاہ صاحب کو ماننے والے ان عقائد کو مان لیں"

شاہ ولی اللہ دہلوی سے منسوب ایک رسالے کی نشاندہی مولانا محمد علی کاندھلوی خواہر زادہ مولانا محمد ادریس کاندھلوی نے بھی کی ہے وہ لکھتے ہیں۔

"میری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب میں سنتا ہوں کہ لوگ غیر مقلدین کو پروان چڑھانے کے لئے حضرت شاہ صاحب کی کتابوں سے ادھوری اور تراشیدہ عبارتیں نقل کر کے بیچارے عوام کو دھوکا دیتے ہیں یہی نہیں بلکہ "قول سدید" کے نام پر ایک من گھڑت کتاب کو شاہ صاحب سے منسوب کرتے ہیں"

لہ تاریخ اہل حدیث از مولانا محمد ابراہیم سیالکوٹی ص ۴۱۱ھ - ۴۱۶ھ (اسلامی پبلشنگ کمپنی لاہور ۱۹۵۳ء)

سہ تحفۃ الموحدین کو نوشاہ ولی اللہ کی تصنیفات میں ابو یحییٰ امام خاں نوشہروی مؤلف تراجم علمائے اہل حدیث (ص ۳۲ھ - ۶۰ھ) نے بھی شامل نہیں کیا ہے۔

سہ تذکرہ سلیمان از غلام محمد ص ۲۹ھ (ادارہ مجلس علمی کراچی ۱۹۶۰ء)

اس سلسلہ میں ایک اور رسالہ کا ذکر بھی ضروری ہے جس کا نام "اشارۂ مسترہ" ہے اس کو شاہ صاحب کی تصنیف بتایا گیا ہے اس رسالہ کو اردو ترجمہ کے ساتھ فضل الرحمٰن صاحب مدرس جامعہ ملیہ اسلامیہ نے ۱۳۵۵ھ / ۱۹۳۶ء میں مکتبۂ بیت ‌قرول باغ دہلی سے شائع کیا گیا ہے مترجم نے آخر میں لکھا ہے کہ اس کا مخطوطہ ٹونک کے کتب خانہ سے حاصل ہوا تھا۔ جو ۱۲۸۱ھ / ۱۸۶۴-۵ء کا مکتوبہ تھا۔

شاہ صاحب کی فہرست تصانیف میں دو رسالے (۱) رسالہ اوائل اور (۲) فیما یجب حفظہ للناظر بھی ناشرین کی عدم توجہ سے شامل ہو گئے ہیں جن میں پہلا رسالہ تو شیخ محمد سعید بن شیخ محمد سنبل کا مؤلفہ ہے اور دوسرا رسالہ شاہ ولی اللہ صاحب کے کسی شاگرد نے لکھا ہے جس میں شاہ صاحب کا ذکر "شیخنا" کی صراحت کے ساتھ کیا ہے۔

اسلام کی عقلی تاسیس کوئی بعد کی پیداوار نہیں۔ خود نبی کریم صلعم کے ہاں ماہیت اشیاء کو جاننے کی خواہش پائی جاتی ہے۔ اور قرآن حکیم میں استدلال بھی موجود ہے اور عقل کو استعمال کرنے اور مشاہدۂ کائنات سے اس کے خالق کو پہچاننے کی تلقین ہے۔ مسلمانوں میں صوفی اور غیر صوفی مفکرین نے جو کام کیا، وہ مسلمانوں کی ثقافت کا ایک سبق آموز باب ہے انہوں نے ایک مربوط نظام افکار کی تعمیر کی کوشش کی۔ ان میں حقیقت کی تلاش کا جذبہ پایا جاتا ہے، لیکن تعمیر الہیات کی یہ قابل قدر مساعی خاص حدود کے اندر محدود رہیں۔ کیونکہ فکر کی وسعت بھی زمانے کے تقاضوں کے متناسب ہوتی ہے۔ ان کو اگر بہتر زمانہ ملتا، تو ان کی کوششیں زیادہ بار آور ہوتیں مسلمانوں کی علمی زندگی میں یونانی فلسفہ بہت کچھ دخیل ہو گیا۔ یونانی علوم و فنون کی افادیت سے انکار نہیں ہو سکتا۔ اس کی بدولت مسلمانوں کے افکار میں بہت زیادہ وسعت اور اثرات پیدا ہوئے۔ لیکن علم کلام کے بہت سے مذاہب پر نظر ڈالنے سے انسان اس نتیجے پر پہنچتا ہے کہ یونانی فلسفے کے اثر نے متکلمین کی قرآنی بصیرت کو ضرر پہنچایا ....."

(فکر اقبال از ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم)